(۲۴)

# حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر ایک احسان کا ذکر

(فرمودہ ۲۹۔مئی ۱۹۱۴ء)

تشہد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت کی:۔

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ۔ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۔ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۔ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ [1]

پھر فرمایا:۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ ایک اور احسان بیان فرماتا ہے جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ ان رکوعوں میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو بار بار اپنے احسانات گنائے ہیں اور بار بار احسان گنانے کی وجہ یہ ہے کہ ان کو بتایا ہے کہ دیکھو بنی اسحٰق سے جو وعدے ہم نے کئے تھے وہ پورے ہو گئے ہیں اور ان سے ہم نے وعدہ خلافی نہیں کی۔ جب ان سے وعدہ خلافی نہیں کی گئی تو پھر کیا وجہ ہے کہ تم سے وعدہ خلافی کی جاوے گی۔ جو انعامات بنی اسرائیل پر خدا تعالیٰ نے کئے تھے ان میں سے ایک اور انعام بیان فرماتا ہے کہ۔

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ

جب موسیٰ علیہ السلام بہت مدت فرعون اور اس کی قوم کو تبلیغ کرتے رہے اور ان کو کوئی اثر نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ تم اپنی قوم کو لے کر اس ملک سے نکل جاؤ۔ جب آپ اپنی قوم کو لے کر چلے تو فرعون کو اس بات کا پتہ لگ گیا وہ بہت سا لشکر لے کر ان کے پیچھے دوڑا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور طاقت سے موسیٰ علیہ السلام اور اس کے ساتھیوں کو تو بچا لیا لیکن فرعون اور اس کے ہمراہیوں کو غرق کر دیا۔ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو فرماتا ہے کہ ہم نے تمہاری خاطر سمندر کو پھاڑا اور تم کو فرعون کے لشکر سے نجات دی اور تمہاری آنکھوں کے سامنے آل فرعون کو غرق کیا۔ ایک احسان ایسا ہوتا ہے جو انسان سنتا ہے کہ ایسا میرے لئے ہوا۔ اس بات کا اس پر اور اثر ہوتا ہے لیکن جب وہ اپنی آنکھوں سے اپنے اوپر کوئی احسان ہوتے دیکھتا ہے تو اس کی خوشی اور راحت بہت بڑھ جاتی ہے۔ بنی اسرائیل نے اپنی آنکھوں سے یہ دیکھا کہ ہم اور ہمارے دشمن ایک ہی جگہ سے آئے تھے۔ لیکن جب ہم دریا سے گزر رہے ہیں تو دریا کا اکثر حصہ خشک تھا اور کہیں کہیں پانی تھا اس لئے ہم تو صحیح وسلامت گزر گئے ہیں لیکن جب اسی جگہ سے فرعون اور اس کا لشکر گزرنے لگا ہے تو پانی کی ایک لہر نے ان کو غرق کر دیا ہے۔ مگر باوجود اتنے اتنے بڑے اور کھلے نشانات دیکھنے کے وہ باز نہ آئے اور موسیٰ علیہ السلام کو دکھ ہی دیتے رہے اور ان کی نافرمانی ہی کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے بنی اسرائیل! جو وعدہ ہم نے تمہارے ساتھ فرعون سے چھڑانے کا کیا تھا اور تم کو مصیبت سے نجات دی تھی لیکن تم نے اس کی کوئی قدر نہ کی۔ پھر موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا (تیس راتوں کا ایک دفعہ اور دس کا ایک دفعہ۔ دونوں ملا کر چالیس راتیں ہوئیں) لیکن اے بنی اسرائیل! باوجودیکہ تم نے اتنے نشانات دیکھے لیکن پھر بھی تم بچھڑے کے پُجاری بن گئے اور مشرک ہو گئے۔ ظالم مشرک کو بھی کہتے ہیں۔

بنی اسرائیل فرعونیوں کے ماتحت تھے اس لئے ان کے دلوں میں ان کی صحبت کی وجہ سے بچھڑے کی پرستش کے خیالات بیٹھے ہوئے تھے۔ اب بھی جہاں جہاں مسلمان ہندوؤں کے زیر اثر ہیں وہاں گائے کا گوشت نہیں کھاتے۔ میں یہاں کے پرائمری سکول میں پڑھنے جایا کرتا تھا اور جیسا کہ پرائمری سکولوں کا قاعدہ ہے کہ تمام دن کھلے رہتے ہیں۔ ہمارا سکول بھی کھلا رہتا تھا۔ اس لئے میرا کھانا مدرسہ ہی میں گیا۔ جب میں کھانا کھانے لگا تو ایک مسلمان لڑکے نے

مجھے کہا کہ ہیں مرزا جی! آپ ماس کھانے لگے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ ماس کیا ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ ماس کیا؟ تو اس نے کہا کہ کیا آپ گوشت کھایا کرتے ہیں؟ میں نے کہا ہم تو ہر روز اپنے گھر گوشت کھاتے ہیں۔ اس مسلمان لڑکے کی اس قدر تعجب سے مجھ سے یہ بات پوچھنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ ہندو استاد سے پڑھتا تھا۔ بنی اسرائیل میں فرعونیوں کے خیالات اثر کر چکے تھے جن کی موسیٰ علیہ السلام اصلاح کرتے رہتے تھے۔ اس لئے ان کو اپنے خیالات پر عمل کرنے کا موقع نہ ملتا تھا لیکن جب موسیٰ علیہ السلام ان سے چند دنوں کیلئے جدا ہوئے تو ان کو موقع مل گیا اور انہوں نے بچھڑے کی پرستش شروع کر دی۔

جس طرح ہمارے چند آدمیوں نے چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم و مغفور کی بیعت کی ہوئی تھی اس لئے آپ کے سامنے کچھ نہیں کر سکتے تھے لیکن ادھر آپ کی آنکھیں بند ہوئیں اور ادھر انہوں نے ٹریکٹ شائع کر دیا۔ یہ کام ہمیشہ جھوٹے ہی لوگوں کا ہوتا ہے اور وہ ہر وقت نیش زنی کے منتظر رہتے ہیں جہاں ان کو موقع ملتا ہے وہیں شرارتیں شروع کر دیتے ہیں۔ سچے آدمی کبھی ایسا نہیں کرتے۔ بنی اسرائیل میں جب تک موسیٰ علیہ السلام رہے انہوں نے کسی قسم کی چوں و چرا نہ کی لیکن جب آپ گئے تو جھٹ بچھڑے کو پوجنے لگ گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پھر ہم نے اس کے بعد تم پر رحم کر کے عفو کیا۔ یعنی باوجود ساری قوم کے مشرک ہو جانے کے عذاب بعض لوگوں کو ہی دیا۔ جس کی غرض زیادہ تر یہ تھی کہ تم شکر کرتے اور موسیٰ کی فرمانبرداری کرتے مگر تم نے کچھ بھی ایسا نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے موسیٰؑ کو فرقان دیا تا کہ تم ہدایت پاؤ۔ تمام انبیاء کے لئے ایک کتاب ہوتی ہے اور ایک فرقان۔ بعض انبیاء تو نئی شریعت لاتے ہیں، اس لئے ان کو نئی کتاب ملتی ہے۔ لیکن بعض کو الہام کے ذریعے بتایا جاتا ہے کہ تم پہلی شریعت کی ہی پیروی کرو۔ یہ بھی ان کے لئے کتاب ہوتی ہے۔ فرقان یہ ہوتا ہے کہ انبیاء کو خدا تعالیٰ حق و باطل میں تمیز کرنے کی فراست اور طاقت عطا کر دیتا ہے۔ فرقان کے معنی ہیں رستہ کے۔ یعنی اللہ تعالیٰ انبیاء کو ہر ایک مصیبت کے وقت ایسی راہ بتا دیتا ہے کہ جس سے وہ دشمن سے کبھی مغلوب نہیں ہوتے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی اور فرقان دیا تا کہ تم ہدایت پاؤ لیکن تم نے اس پر عمل نہ کیا اور شرارت کرنی شروع کر دی۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! تم نے یہ اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے کہ ایک بچھڑے کو پوجنے لگ گئے

ہو پس اب اس کا علاج یہ ہے کہ اپنے رب کی طرف جھک جاؤ اور اپنے رشتہ داروں کو جنہوں نے شرارت میں زیادہ حصہ لیا ہے قتل کردو۔ یہی تمہارے لئے بہتر ہے تمہارے رب کے نزدیک۔ اگر تم ایسا کرو گے تو خدا بھی تمہاری طرف جھک جائے گا اور تمہیں باوجود اتنی شرارتیں کرنے کے بھی معاف کر دے گا کیونکہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام واپس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ شرارت بہت بڑھ گئی ہے تو انہوں نے حکم دیا کہ اس شرارت کے جو لوگ سرغنے ہیں ان کو تلاش کرو جب سرغنے پکڑے گئے تو انہوں نے حکم دیا کہ ان کے رشتہ دار ہی ان کو قتل کریں۔ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ کے یہی معنی ہیں کہ اپنے اپنے رشتہ داروں کو مارو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شرارت تو تم سب نے کی تھی۔ لیکن تمہارے بڑے بڑے سرغنوں کو ہی سزا دے کر باقیوں کو ہم نے چھوڑ دیا۔ مگر پھر بھی تم نے اپنی شرارتوں کو نہ چھوڑا۔ ہم نے تو تمہاری شرارتوں کے باوجود بھی تم سے تعلق نہ توڑا۔ اور اگر پھر بھی تم توبہ کرتے تو ہم معاف کر دیتے۔ خدا تعالیٰ اور خدا کے نیک بندے کسی سے خود فوراً قطع تعلق نہیں کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی محمد حسین بٹالوی کی نسبت ایک کتاب میں لکھا ہے کہ تو نے ہی محبت کا درخت کاٹا ہے میں نے نہیں کاٹا۔ ۲؎

تم اس بات کو یاد رکھو کہ تم اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھو گے تو وہ کبھی تم سے اپنا تعلق قطع نہیں کرے گا۔ جب کبھی کسی قوم کا تعلق خدا سے کٹا ہے اس کے اپنے ہی نفسوں کی غلطیوں سے کٹا ہے۔ اگر انسان اپنے نفس کی غلطیوں کے متعلق احتیاط سے کام لے تو خدا تعالیٰ ضرور اس پر رحم کرتا ہے۔ تم بنی اسرائیل ہی کو دیکھو، کتنی شرارتیں اور بدیاں انہوں نے کیں لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ اپنے رحم سے انہیں معاف ہی کرتا رہا۔ جب انسان کو کسی قسم کی سزا ملے تو اس کو یہی سمجھنا چاہیئے کہ یہ کسی میرے اپنے ہی قصور اور گناہ کی وجہ سے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ رنجیت سنگھ کا ایک بیٹا تھا۔ ایک دن اس کے باورچی سے کھانے میں نمک زیادہ پڑ گیا اس نے حکم دیا کہ اس کی کھال اُتروا دو۔ وزیر نے یہ حکم سن کر عرض کیا کہ اس چھوٹے سے قصور پر اتنی بڑی سزا دینا ظلم ہے۔ اس سے لوگوں میں نفرت پیدا ہو جائے گی۔ تو اس نے کہا کہ تم جانتے نہیں اس باورچی نے تو میرا سو بکرا کھا لیا ہے، نمک کا زیادہ پڑنا تو اس کو سزا دینے کا بہانہ ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ انسان

جب گناہ کرتا کرتا حد سے گزر جاتا ہے تب معمولی سا قصور ہی اس کی سزا کا موجب بن جاتا ہے۔ اس لئے ہر وقت انسان کو توبہ میں لگے رہنا چاہیئے [۳]۔ انسان جب بہت غلطیاں کرتا ہے اور بڑی بڑی شرارتیں اس سے سرزد ہوتی ہیں تب جا کر خدا تعالیٰ اس کو پکڑتا ہے۔ بعض غلطیاں انسان سے ایسی بھی ہو جاتی ہیں جن کو وہ سمجھ نہیں سکتا۔ اس لئے چاہیئے کہ انسان ہر وقت توبہ اور استغفار میں لگا رہے۔

تم خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط کرو۔ جن سے خدا تعالیٰ کا تعلق ہوتا ہے ان سے خدا تعالیٰ خود کبھی نہیں توڑتا۔ بنی اسحٰق پر جو انعامات ہوئے وہ اب بھی پورے ہو سکتے ہیں بشرطیکہ تم ان برگزیدہ کی طرح ہو جاؤ۔

(الفضل ۳۔ جون ۱۹۱۴ء)

---

۱؎ البقرۃ: ۱۵۱تا۱۵۵

۲؎ قَطَعْتَ وِدَادًا قَدْ غَرَسْنَاہُ فِی الصَّبَا۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۳۳۵ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۳۵۔

۳؎ ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۶۳۹ (نیا ایڈیشن) میں یہ واقعہ رنجیت سنگھ کی بجائے شیر سنگھ کے بیٹے پرتاب سنگھ کے متعلق درج ہے۔